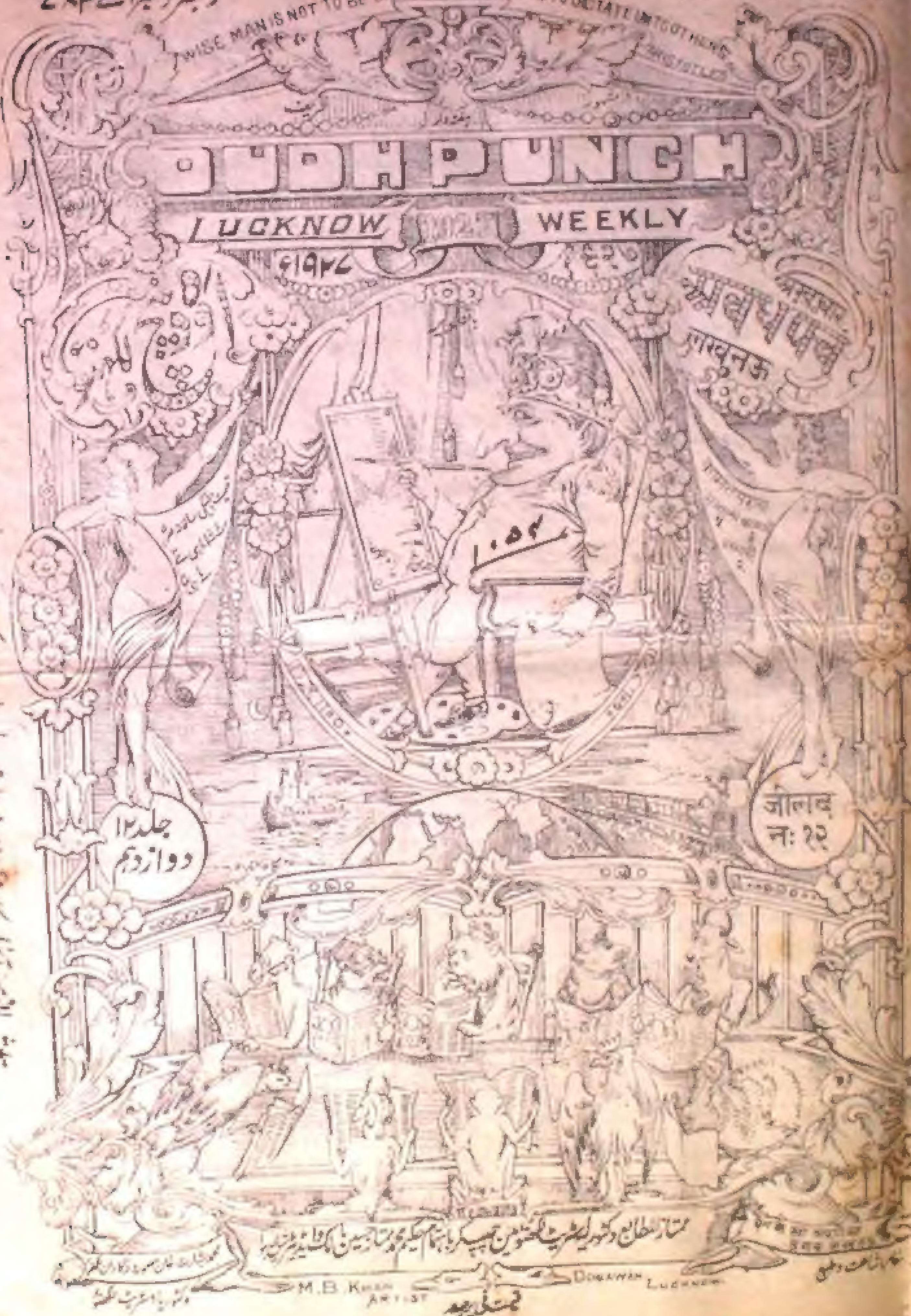
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A.783



مفید نہو تو قیمت واپس

حبوب تسبانی

بہار عمر جاتی ہے خزاں کیسی ہی ہونے کو
جوانی دوڑتی جاتی ہے کتنے ہی بڑھاپے کو

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگائیے اور خود اختیاری لطف شباب [illegible] دیکھئے [illegible] محسوس [illegible]

روغن طلائی

لطف سے [illegible]

[illegible]

طلائے عجیب

[illegible]

[illegible]

طلسمی گولیاں [illegible]

[illegible]

منگانے کا پتہ
دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو تو قیمت واپس

طلائے محبوب [illegible]

روغن طلاء [illegible]

حبوب مسکب [illegible]

نوٹ

[illegible]

مینیجر [illegible] لکھنؤ

رفاہی اعلان

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقوی خمیرہ

نامردی جریان سرعت ورقت کا بہترین علاج

[illegible]

طلائے مسیحا [illegible]

[illegible]

طلسمی سگریٹ مشین

[illegible]

طلسمی سگریٹ کیس

[illegible]

نوایجاد دیا سلائی بکس

[illegible]

نوایجاد ناخن تراش

[illegible]

جرمنی کے بخیہ کاری چاقو

[illegible]

نوایجاد انگلش سیفٹی ریزر

[illegible]

جلد ۱۲ نمبر ۲۳

مضامین غیر

(۱۰ - جون سنہ ۱۹۲۶ء)

خربوزہ پارٹی کا مشاعرہ

غزل

تا سور نہیں سینہ میں ہو گیا یہ بنا ہے
اور زخمیں سے دل نیز بی طاقت جہا یک یا ہے
جتلاتے کوئی کس میں یہ شوخی و ادا ہے
معشوق مرا سارے حسینوں کا چچا ہے
گھبرا کے وہ کہتے ہیں یہ صبح شب وصلت
دیکھو تو گھڑی جلد کہ کیا اوس میں بجا ہے
ہو جائے بہرے آپکے اتنا تو تعلق
میں در پہ پکاروں تو کہیں آپ کہ کیا ہے
اغیار کے منہ سے تو سنا کرتے تھے اکثر
اک ہم نے بھی قصہ تری کاکل کا بنا ہے
بیٹھے ہوے ہیں ماش کی دال آئے ہیں کھا کر
اب وعدہ وفائی میں اونھیں چوتھیا چڑھا ہے
جب تو کسی بیمار کو اچھا نہیں کرتا
عیسیٰ تو نہیں حضرت عیسیٰ کا گدھا ہے

قطعہ در وصف خربزہ

خربوزہ کی تعریف میں منہ میرا کھلا ہے
چاقو کے عوض ہاتھ میں خامہ کو لیا ہے
اب اپنا غرض کوئی مستعد دل جو گیا ہے
کیا ہو گا کسی شعر میں جو یہ میں مزا ہے
رنگت میں ہے رخسار معشوق سے زیادہ
اور بوسۂ لب سے یہ حلاوت میں سوا ہے
چھلکا ہے سپہ دار تو قاش اسکی ہے ابرو
کم ہیں نہ اسکے تو دندان میں فیلے
یاد آگئے فوراً کسی معشوق کے عارض
جب دست جنون خنجر میں خربوزہ لیا ہے

قوافی بقید حرف راے ہندی

معشوق مرا بانسے میاں سے بھی بڑا ہے
جھنڈا قد موزوں کا میرے دل میں گڑا ہے
دیوانہ جو بیٹھے ہو زندان پہ کھڑا ہے
یہ حلقۂ زنجیر نہیں اوسکا کڑا ہے
سر اپنا منڈانے پہ وہ آمادہ ہوا ہے
اب زلف پریشان پہ کیا تپ چڑھا ہے
مانگو بھی تو وہ ترش مزاج اب نہیں دیتا
کیا میرا دل زار کھٹائی میں پڑا ہے
وہ شیشۂ دل ساغر سے کبھی سیر نہو گا
چپت آپکے مخمور کا تازی کا گھڑا ہے
پھیلی ہے گلی میں جو تری بوے نجاست
لاش کسی عاشق کا تیرے در پہ سڑا ہے

پڑ کر نظر شوق پھسل جائے تبسم
رخسار معشوق بھی کیا چکنا گھڑا ہے!

مرزا عالیقدر تبسم لکھنوی - از کلکتہ

> اگر آپ اودھ پنچ کو پسند کرتے ہیں تو کیوں توسیع اشاعت کی سعی نہیں فرماتے - ایجنٹوں کی ضرورت ہے - ... منیجر

تاریخ فی البدھیا

"از لالہ سابق الایام"

بعد بندگی دعا و حسب آنکہ - در ینولا ایک نظم تاریخ بابتہ خطاب یافتگی مشفقی و مکرمی میر احمد حسین صاحب خان بہادر سلک نظم میں کھینچ کے حاضر خدمت بابرکت کئے جاتی ہے کو اغلاط اخبار میں درج فرمائے کہ ہم ممنون منت بے پایان فرمادیں - دوم عرض اینکہ اندرین ایام تقاضی البدھیین کا رواج نہیں لہذا موئی الیہ تکلیف عطائے صلہ فرما دیں - خمیازہ فرنی کے غرغرہ البس است - ہر چہ ہست شکایت دوستانہ ہست - دیجو ہوا

ہے سانیا یہ دور مکافات ما سبق
بکسن پہ بکس ہاوس لندن کے جب آئے
ہم سے کہتے ہیں لالہ نہ دیسی پیا کرو
تو کشت ہیں اپنے گھر مان لالون کے ساتھ ہم
فاقے سے پہ فاقہ آئے رہی ہے خمار مان
ہے آج یوم زادہ ہیں شاہ فلک وقار
لمحی ہم کرے نہ قناعت علیم قسم
پائیں خطاب تازہ بعید کرو فر جناب
بیجا کرتے ہیں جو کہ تاکوئے خورد نی
خستہ مان نور چشم کے پوچھیں نہیں حس
خانصاحبی کے دور مان شیر ہیں گرو بیٹے
واچشم ملی اسے کی تاشن کی شکل ہے

لالہ دیش رفتہ میں دیسی ہمیں پلا
بجتی کا ہم ہیں چھوڑ دہیں یار سلسلا
یا آنکہ میری زوجۂ مشفق ہیں عاقلا
کو ہر اگر سکتے ہیں یہ اشخاص باکلا
ان مشفقم بیار سے سینہ انجلا
تقسیم ہو کے رہے ہیں حروف کے اب ملا
اعلے خطاب ہم ہوں کا مشفق کوئی دلا
احمد حسین خزون و در معہ ہی طلا
جنکی دکان کا چوک میں ہے چھپاک کھلا
لڈو دے موتی چور نہ ہمکا یکو طلا
تب ہوں ہاہین گرم وجود کا گلا
تقسیم ایکی ہوت ہے کس خیر فی دلا

فی البدھیا نظم مصرع تاریخ کھیتے دیجو
احمد حسین خان بہادر دو

جان صاحب کا خط

بنام شعراے ہند

دو گو میری بندگی - اے قوم پہ وہی دنیا تمک - بندی تو ہے ہیں سے گھر میں پاؤں پھیلائے سوتی ہے - مگر جب سے اودھ پنچ نے پیام سلام کی راہ کھول دی ہے اوس وقت سے اکثر تھوڑا دل تقاضا کرتا ہے کہ اوس دنیا کے لوگوں سے بھی کبھی کبھار بات چیت ہو تی ہے تو اچھا ہے - مگر کیا کروں آجکل کے زمانے کی دس پانچ نیچر کریوں سے جو ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ اب میری زبان مردوے تو خیر بیگمیں بھی نہیں بولتیں - چلو اتنی آس بھی جاتی رہی کہ جو کچھ لکھوں گی اوسے لوگ سمجھ لینگے - اے ہاں - یہ اندھیر تو دیکھو سکولوں میں پڑھ کے اپنے بڑے بوڑھوں کی زبان بھول گئیں - وہ لکھو تو زبان ہے کہ اتنی تری پناہ - کہیں لوچ ہی نہیں - رہ رہ کے خیال کرتی ہوں کہ اس زمانہ

خصم کیونکر ریجھتا ہوگا۔ غمزہ ہے تو عربی۔ نخرہ ہے تو فارسی۔ کوئی بات ہندوستانی نہیں۔ خالی عربی فارسی ہی نہیں وہ ٹرٹ پٹ بھی کرنے لگی ہیں۔ اکثر اونکی بولی میری سمجھ میں نہیں آتی پوچھتی ہوں بی یہ کیا ہے اونکی جنس مواکیا بلا ہے۔ اچھو کینیں کس جانور کا نام ہے انگلشمین کہاں کی بولی ہے۔ تم کہاں کی رہنے والی ہو۔ توجو نہیں بے حیائی بے شرمی دیدہ دلیری کے ساتھ منہ کو آتی ہیں گویا وہ میرے زمانے کی سی شرم بھی جاتی رہی۔ بھلا مجال کیا تھی جو کوئی کنواری بالی بڑے بوڑھوں کے سامنے یوں قہقہہ لگاتی۔ یہ کمبختیں جواب بھی دیتی ہیں تو نرالی بولی میں۔ ایک چھوکری ایک مقابر دفاتر سے بیٹی پوچھا صاحبزادی جب تم نے دنیا سے کوچ کیا تو تم بیوہ تھیں یا سہاگن۔ میرا اتنا پوچھنا ایک قیامت ہو گیا۔ مردار چیو کری کہنے لگی یہ سوال جو آپ نے کیا ہے کسی کے پرائیویٹ حالات ہوتے ہیں بالکل اٹیکیٹ کے خلاف ہے۔ میں کھڑی منہ تک ماری حیران تھی کہ اسے کیا ہوا۔ پھر کہنے لگی کہ خیر اب ہم اس مقام اجنبی میں ہیں جہاں کوئی شرطئی اوامت کے بعد نہیں ہو سکتا پوچھا ہے تو سنو۔ میرا نام فیروزہ ہے آگرہ میں ایک مسکین عشق میرا جائے قرار تھا۔ والدین نے ایک مدرسے میں پڑھنے بھیجا میں روزانہ سواری پر بیٹھ کے اسکول جاتی تھی۔ مدرسے کی بلڈنگ کے قریب . . .

(میں نے کہا کہ بلڈنگ کیا چیز ہے۔ کہنے لگی عمارت۔) ایک میدان تھا اوس میں لڑکے ہاکی کھیلتے تھے۔ ہاکی ایک کھیل ہے۔ دفعتہً میری نگاہ ایک جوان رعنا دو چار ہوئی جسکا [illegible] تھا۔ جسکی آواز [illegible] تھی مجھے اب سے [illegible] طبعی شوق تھا۔ میں نے کہا بی بی تم تو اس [illegible] شہری قاضی بنا دی جاؤ اشد [illegible] کیا [illegible] جاتی ہو تم تو [illegible] کرتی ہو۔ [illegible] بہت [illegible] تھا [illegible] وہ [illegible] ہوتا۔ [illegible] مرخود [illegible] [illegible] [illegible] ٹوپی۔ اوسکی [illegible]

آنکھیں۔ اوسکی مناقبت آمیز شگفتہ چال۔ اوسکی مسکر آمیز چھیڑ اوسکا فرحت خیز گوٹ اوسکی اضطراب کو سکون خیز ہنسی۔ عبیر [illegible] والی مونچھیں جنہوں نے مجھے اولین درس محبت دیا۔ اوسکی برق سوز نگاہیں جنہوں نے میری حیات معاشقہ میں ہلچل ڈال دی۔ اوسکے ابیات تیغ جنہوں نے میرے سارے دل کو ستم پارہ برق بلکہ ایک شعلہ رقصاں ایک سرور دلکش بنا دیا۔ اوسکا تنفس [illegible] جسنے میری مداح کو تازہ کر دیا۔ یہ سب چیزیں اور حرکتیں مجھے ایک یاد ہیں خصوصاً اوسکا پرمئہ شباب۔ (آپ نہ ہوں) بھر پور اوٹھی۔ کوئی لوکیا وہ کتو را اسٹرکون پر نہیں مٹکا پھرا کرتا تھا۔ تم اوسکی

تمہارے دیسے کو خوب دامن ہاروا کا نام روشن کیا۔ اوقتہ تم اور فیشن کی جو تھارے زمانے میں جو لاتیں داخل عیب تھیں تمہاری بیوہ کنیز کا بڑا طنطنہ بنا ہی ہے۔ تم ان اللہ شباب سے آفت بنے ناشر کو ذلیل جگر کو ناستغفار سے چھیڑ ہے تو بھی طرح فتنہ کی ساعت گرد بیچ میں خلل تو وحشت انگیز ہو۔ غرض ہر تماشہ یہ دواس مسرت گیتی کے ذریعہ آب میں جسکا سر بریز تماشا ہوتی رہی آخر وہ اپنے وطن چلا گیا اور مجھ پر ستارہ محبت کو خارش جمال نمائی میں انگشت [illegible] افزائی کرنے کے لیے غرق علت فراق کر گیا۔ مجھ عکاڑ ہے میری نے [illegible] ایک گرد صبر [illegible] کیا اور آج تم سے ہمکلام تر تم ہوں۔ بس میں نہ سہاگن ہوں نہ بیوہ۔ رشتہ زوجیت [illegible] معاشقہ ہونے کے بعد یہ سوال ہی مرتفع ہو جاتا ہے۔ اب میں تمہاری دوشیزہ ہوں کیونکہ جہاں عشق میں میرے کارنامے بہت [illegible] ہوتوں کے کارنامے سے [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] [illegible] جاتا ہے میں اس گستاخی کی باتیں [illegible] اسکی صدا جانے کونسی زبان بولتی تھی۔ کبھی تو اسقدر [illegible] [illegible] میں تھی کہ مست [illegible] [illegible] [illegible] جب اوسنے چھوڑ دیا تو قیمہ کو اوکی سے [illegible] مجھے اوسکی کہانی سن کے غصہ آ رہا تھا اسے ہی اپنے ہوش میں [illegible] ساری کرکے کیٹ کون سا [illegible] کیا ہے جو میں میں [illegible] نہیں [illegible] جبر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دنیا میں۔

[illegible] جب میں اپ [illegible] [illegible] تو میری [illegible] جاتی تھیں



"ذرا بتاؤ کہاں درد ہے؟"

نئی جوانی سے آنکھیں سینکتی تھیں۔ اور شرمانی تھیں یا جھر تر ہوتی ہیں۔ وہ حول ولا قوۃ عجب ماجرا ہے ادب لطیف میں انہیں خاک سلیقہ نہیں رہنے کہنا۔ آگے تمہاری ادب لطیف میں۔ کوڑی نئی ادب لطیف کس دم کی اچھا پھر کیا ہوا۔ بی فیروزہ میں [illegible] وہاں کے [illegible] اوس نے مجھے [illegible] شاباش صاحبزادی

آپ ہیں دوسرے جہان میں ہیں ۔ اور سنتی ہوں کہ زبان کے بگاڑنے کے لیے کانا پھوسی (کانفرنس) کی میٹنگیں ہوتی ہیں ۔ انمیں تجویزیں کیجاتی ہیں ۔ کتابیں چھپتی ہیں ۔ اونمیں ادبیات ۔ نسائیات ۔ دہیات کے نام سے شہر بن اور شعرا لکھی جاتی ہیں ۔ تو اللہ تمہیں جیتا رکھے تم بھی لگے ہاتھوں اپنا ایک جتھا بنا ڈالو سارے ہندوستان کے اردو شاعر وآل انڈیا اردو شعرا کانفرنس) سال بھر میں ایک جگہ جمع ہوں اپنی کہو دوسروں کی سنو ۔ اور اس بھری محفل میں میرے دو تین پیام بھی لوگوں کو سنا دو ۔

اول تو یہ کہ کوئی مرد اپنی جورو سے غلطے میں قرات نہ کرے ۔

دوسرے یہ کہ کوئی اجڑا دو حرف سے بات چیت کرتے وقت انکی بن کے قرآن نہ پڑھے ۔ بیوی قرآن پڑھتے اور قرات کرنے کا یہ مقام نہیں ۔ تو یہ انجیس پڑھا اور بڑی رو دی کی آیتیں !

تیسرے یہ کہ میرے دیوان سے زنانی بول چال کے لفظ نکال کے ایک علحدہ کتاب بناؤ کہ میرے محاورے ناپید ہونے سے بچ جائیں ۔

چوتھے یہ کہ پرانے شاعروں کی محنت اکارت نہ کرو ۔ پرانے محاورے جیون کے تیوں رہیں بگڑنے نہ پائیں ۔ نئے محاورے تو بڑھتے ہی رہتے ہیں اونکے پیدا ہونے میں کوئی برائی نہیں ۔

پانچویں یہ کہ جو لوگ میرے شعروں پر گندے اور فحش ہونے کا الزام لگاتے ہیں اون سے پوچھو کہ تم جو بڑے کوادب لطیف کہتے ہو اوسمیں میرے کلام سے زیادہ گندگی ہے ۔ بیٹے تو وہی باتیں کہی ہیں جو عورتیں پردوں سے یا عورتیں عورتوں سے آپس کی گفتگو میں کہتی تھیں کنواری بالیوں کے سامنے یا نامحرم مردوں کے منہ پر میرا کلام کوئی نہیں پڑھتا تھا ۔ مگر تمہاری کتابیں بن بیاہی بچیاں ماں باپ کی پہچان دیکھتی ہیں اور بے غیرت ماں باپ یہ نہیں سمجھتے کہ تم "سہ نثر ظہوری" کی زبان میں اونکو دن دہاڑے یارکے ساتھ نکل جانے چلن پر کھیل جانے ماں باپ کی رضامندی کرنے نشو ہے جانے ۔ پھر بیری رو کنانے کی تعلیم دیتے ہو ۔ میری گنجی کو فحش

بجر کے لوگ ، حیا کرتے تھے مگر تمہارے باجی بن کو لوگ اشد آمین کرتے ہیں ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ چوکر بھی لوگ مسور واخصم خدا ۔ پھر لے بین زور ہوگانے پر نہیں ہو جائیگی ۔ اور پھر بے جرب امان باوا کے منہ میں کالک لگا کے نکل جایا کریگی ۔

اس کانا پھوسی (کانفرنس) میں شرمانے کی کوئی بات نہیں ۔ کانا پھوسی اگلے زمانے والوں میں عیب تھی اب کوئی عیب نہیں ۔ آخر گانے والوں نے اپنی کانا پھوسی کا ڈربا الگ بنا یا کہ نہیں ۔ پھر شاعری کیوں بھسڈی رہ جائے ۔

دل میں اور بھی باتیں ہیں مگر جب کانا پھوسی ہوگی تو بتاؤنگی فقط ۔

بقلم
رزم ردولی

شطرنج کی چال

نمبر ۴

جناب مدیر روزنامہ شطرنج ایک نمبر میں تحریر فرماتے ہیں ۔

ہم نے شری ستا ، ما ہر ایل ، راجی کی تحریری اور زبانی ہدایات کے مطابق شطرنج کا حکومت نمبر ۔ ۔ ۔ ۔ شائع کیا ۔ شطرنج صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اوس زمانہ میں جبکہ ہمیں شطرنج کا حکومت نمبر نکالنے کے واسطے مجبور کیا گیا ۔ کیسے کیسے سبز باغ دکھائے گئے تھے کیسی کیسی سنہری امید دلائی گئیں تھیں ۔ باباصاحب کے دل سے پوچھیے کہ وہ ان دنوں میں حکومت کی قصیدہ خوانی کرکے ۔ ثواب خیال کرتے تھے یا نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنی ناموری شہرت اور گورنمنٹ وحکام کی نظروں میں وقار حاصل کرنے کے لیے دوسروں کو مشکلات کا نشانہ بنایا جائے ۔

اس نمبر میں باجی صاحب کی قصیدہ خوانی انکے احباب کی تصویریں ۔ انواسی جیتو کے حالات ۔ کالیوں کے خلاف مضمون موجود ہے جو اونکی فرمائش سے فراہم کیا گیا ہے ۔

دوسری جانے کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ پوچھنا اور جبکہ مدعہ اسپیروت ہو چکا ہے اور سکو دوا نہ کر نا کیا ایک مست کے شایان شان ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اگر ایسے اشخاص کے حالات کو (جو دوسروں کو دلدل میں پھنسا کر بطور خود علحدہ ہو جاتے ہیں) روشنی میں لایا جائے تو کیا ان کو یہ اپنی رہی کہ لاگت کا مطالبہ تو شطرنج کا خاص نمبر کا کنیادان ہوا اور تلنندر وحشی اخبار نویس اپنی پاکٹ بھرنے کو ان واقعات پر تبصرہ کرنے کے لیے اس طرح دوڑ پڑیں جیسے چیل کوّے اور گدھ مردار گوشت کی طرف دوڑتے ہیں تو اس فعل کو جرنلزم کی آبرو اور اخبار نویسی کی عزت خیال کیا جائے ۔

یہ عبارت اودھ پنچ کے اعتراضات کے دفاع میں لکھی گئی ہے مگر والے بیکسی کہ غضے کی جا مجھ میں اس عبارت کو لکھ کے چاہے مدیر شطرنج صاحب نے کل اعتراضات اپنے سر اوڑھ لیے ۔ واشدان مست صاحب کے

سرفراز کا محرم نمبر

کارکنان سرفراز نے فیصلہ کیا ہے کہ سالہائے گزشتہ سے زیادہ شاندار اہتمام سے آیندہ محرم الحرام کو اپنا سالانہ نمبر نکالیں ۔ ملک کے اون مختلف مذاہب واقوام کے علما فضلا اور انشاپردازوں سے جو امام حسین کی عظیم الشان زندگی کے حالات سے واقف ہیں اور جن کے دل میں شہید کربلا کی عظمت ہے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنے مضامین سے سرفراز فرمائیں ۔

"دس ہزار کی تعداد میں شایع ہو گا"

یہ خاص نمبر دس ہزار کی تعداد میں شایع ہوگا اور ہندوستان کے ہر گوشہ اور بستی سے اسکی مانگ ہے ۔

مشتہرین کیلیے نادر موقع

غضب کیا۔ بیٹھے بٹھائے ایک شخص کو اپنے "نیا مضامین کارنامے" اور "عطیات کی داستانیں" سنا کے (اُس پر شطرنج) اکہ آباد دے بلانا اور حکومت نمبر نکالنے پر مجبور کر کے زیر بار کر دینا ایک بڑی بات ہے۔ کام نکل جانے کے بعد بات نہ پوچھنا اور مصارت نہ ادا کرنا دوسری بُری بات ہے۔ اور ہرگز مہنت کے شایان شان نہیں۔ مگر حضرت آپ جب پہلی بار نیا مضامین کارنامے ڈش کے یہاں تشریف لائے تھے تو آپ نے اُن میں مہنت کی شان پائی تھی یا نہیں؟ نتائج کے لحاظ سے تو آپ بزبان خود اقرار کر رہے ہیں کہ مہنت کی شان نہیں نظر آئی ہاں ایک اودل جلول ایشیائی رئیس کی شان دیکھی۔ جو بات کہتا اور مکرتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے اور ٹالتا ہے۔ ڈینگیں ہانکتا ہے اور رقت پر بغلیں جھانکتا ہے۔ تعیش کی وجہ سے دوسروں کی ایذا کا اُسکے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ عام اخلاق انسانیت سے بالکل اجنبی ہے۔ لیکن خاص نمبر دو برس کی مدت میں تیار ہوا بلکہ اس سے بھی زیادہ زمانہ صرف ہوا ہوگا۔ اس مدت میں ضرور آپ کو مہنت کی افتاد مزاج سے آگاہی ہو گئی ہوگی مسلسل خلف وعدہ پر آپ نے کیوں کام جاری رکھا۔ دو چار مرتبہ حیلہ و اٹکا ہوتے ہی ہاتھ کھینچ لیتے اور کہتے کہ پیشگی دلواؤ تو آگے بڑھتا ہوں نہیں تو دور سے سلام۔ مہنت صاحب کو سو دفعہ غرض تھی تو آپ کا مطالبہ پورا کرتے ورنہ اپنے گھر خوش رہتے۔

مہربان اڈیٹر صاحب ہمارے اعتراض کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مہنت کوئی خوش معاملہ شخص ہیں یا اُن میں مذہبی مہنت کی شان پائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اُنھوں نے آپ کے ساتھ بدمعاملگی کی ہو۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جوش انتقام میں ایک خاص روزنامہ پرچہ اس تمہید سے شائع کرکے "جناب مہنت صاحب" کے حالات و ہدایات تحریری زبانی شہری مہنت۔ . . . . . اور [illegible] اپنی تحریروں کے ذیل میں بیان کرنا [illegible] آپ کے قلم سے کبھی پیشتر نہیں ہوا [illegible] تمام واقعات سے واقف [illegible] کی ہتک حرمت ہے۔ [illegible] تھا ہم نے سنا تھا کہ آپ نے نوٹس دیا ہے۔ [illegible]

توجہ نہیں ہوئی۔ اس بھدے عنوان سے دُنیا کہیگی کہ اخبار نویس بھی چھپے ہوئے ذات شریف ہوتے ہیں۔ خدا نہ کرے جو کسی کے پیچھے پڑ جائیں۔ مہنت صاحب یا اُنکے جانشین کے افعال بُرے ہوں یا بھلے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ آپ جانیے وہ جانیں۔ ہاں آپکا یہ طعنہ کہ فلسفہ منش اخبار نویس اپنی پاکٹ بھرنے کو ان واقعات پر تبصرہ کرنے کے بجائے اسطرح دوڑ پڑتے ہیں جیسے چیل کوے گدھ مردار گوشت کی طرف دوڑتے ہیں تو یہ بفضل خدا ہم پر وارد نہیں ہے اسلئے کہ ہم نے کسی واقعہ پر تبصرہ نہیں کیا۔ اگر ہمیں اپنی پاکٹ بھرنی ہوتی تو اودھ پنچ کے سے نیک نام پرچے میں مضمون نہ لکھتے۔ آپ کے جواب میں ایک "تحفہ" نکالتے جسکی ابتدا یہ ہے اسرار نہ ہوتی۔ اور "مسترنگی باری" یا ماہ پیشتی تہ بُرتی۔ پھر آپکی ہر ایک بات کا مفصل جواب دے سکتے تھے۔ ہمیں بقول آپ کے "دکھانے کے بین باتے دیکھنے کا اتفاق ہوتا" نوکری مزدوری جو کچھ کام ملتا تو نقد لیتے اور تیرہ اور دھار کی راہ نہ دیکھتے۔ اور اس گنجیفے میں "زرستانی" کا تذکرہ نہ چھیڑتے کہ خود را فضیحت دیگراں نصیحت کی جیتی جاگتی تصویر دیکھئے آپ کی بات کا اثر کچھ بھی ہوا۔

[illegible] آپ نے "سالگرہ نمبر" نکالا ہے اس میں [illegible] پنچ کی شبیہ مبارک بھی شائع کی ہے جس کی نسبت [illegible] ہے کہ اپنے قدیم مذہب کی طرف رجعت کر گئے ہیں [illegible] اس پر جس آپ سے اخبار نویسوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اپنے [illegible] قلم کو نصاب کی تیز چُھری بنا کر ہماری قوم کی شان و شوکت کا گلا نہ کاٹیں۔ مگر پنچ کا گلا ہی کیا بُری چیز ہے۔ . . . . بحیثیت اخبار نویس ان کا یہ [illegible] بےکار نہیں [illegible] نہیں ہوں [illegible] فیصلہ کر سکیں۔ نہ کہ جزئی اور فروعی باتوں کو حیلہ قرار دیکر وہ برس پڑیں۔

اور ان مضامین سے متاثر ہونے والے سکون پر آپ کو یوں رونا آتا ہے۔

[illegible] مضامین [illegible] ہم ان [illegible] نہیں ہوں کہ [illegible] کاٹ کر دیں۔

امیروں کی حالت دیکھتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر آپ نے یہ سالانہ "حساب" بھی کان دردل پڑھا لیا اور پیشگی اجرت نہ حاصل کر لیا تو ایک شطرنج [illegible] آپ کو اور نکالنا پڑیگا ہمیں آپ دوں کی مہربانی کے بعد "ہجو" بر لحاظ تاثر ہو نگے کیا معنی کہ امیروں کے بھی ڈھنگ ہیں۔ ایسے شریف دھرما ناکما جس جس جوکی غریب کی محنت اور حاضر باشی یا مذاکی کا حق نہیں اور ابھوستی دیدہ مدح کا پاس لحاظ فرمائیں۔ بیلا تجربہ آپ کے راستے کاتی ہے۔ سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا ہے

بعد ازین ہجو کنی پیشہ کہ معلومت شد
دروش کردہ اثر ہجو پریشان کردن

باقی آئندہ۔ راقم۔ ادیب بجرم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ابو دلامہ شاعر اور حکومت بتد

خلیفہ مہدی عباسی کی خدمت میں ابو دلامہ نے قصیدہ پیش کیا۔ خلیفہ خوش ہو کے کہنے لگا۔ جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ابو دلامہ کو ایک شکاری کُتا دو۔

خلیفہ۔ شکاری کتا دلوائیو گا۔ یہ انعام تو بہت قابل ہے نہ تیرے لائق۔

ابو دلامہ۔ حضرت بادشاہ ہوں تو بندہ ہے حضور نہیں ہیں۔ بس میری مرضی ہے وہی مانگتا ہوں۔

خلیفہ۔ اچھا کتا ہے ایک شکاری کتا دیدو۔

ابو دلامہ۔ کتا پایا اگر جب شکار کھیلنے جاؤں تو پیادہ کیسے پیچھے پیدل دوڑو نگا۔

خلیفہ۔ تیرے سوار ہونے کو ایک عمدہ نیا گھوڑا بھی دے دو۔

ابو دلامہ۔ خانہ زادہ تو اس گھوڑے کی خدمت کون کرنگا۔

خلیفہ۔ ایک غلام بھی دے دو۔

ابو دلامہ۔ شکار جو گوشت پکائیگا کون؟

خلیفہ۔ ابھی ایک لونڈی بھی دو۔

ابو دلامہ۔ یہ فوج رہیگی کہاں؟

خلیفہ۔ ایک مکان بھی حوالے کرو۔

ابو دلامہ۔ سامان ہو وہ مکان کی زینت ہو گا۔



بے سامانی اور منہ زوری

مصر: یہ قہر - یہ اندھیر - یہ ستم - ہائے رے قابو جی کی ......

جان بل: آپ کا فرمانا بجا ہے مگر ذری جہازوں پر جو دریا اور فضا میں ہجوم کر رہے ہیں نظر کیجیے، پھر آپ کا جی چاہے تو [illegible]

خلیفہ: "اچھا بھئی اسے آہستہ سے کر دو۔"

ابو دلامہ: "ان کمبختوں کا دو نرخ لکھ کر پھیریگا میں بیچارہ ایک مفلس قلاش آدمی ہوں۔"

خلیفہ: "کیا بدمعاش ہے۔ اچھا بھئی فلان علاقہ کی جاگیر میں لکھ دو۔"

شاہ صاحب نے سلام کیا اور چلتے ہوئے۔

حکومت ہند: "ریاستوں سے اشرفیوں خراج اور ہرن امن و امان کی کھیتیاں چرے جاتے ہیں۔ ایک کیل ٹانگ پاؤ۔"

ریاستیں: "اے حضرت! کتا معاف کیجئے۔"

حکومت ہند: "تجویز کرنے والے ہم ہیں یا تم؟"

ریاستیں: "بہت خوب۔ لائیے۔"

حکومت: "کتا پالنے کو سند چاہیئے۔ اسکا راتب مقرر کرو۔ لکھو فہرست۔ ایک ڈیڑھ یا دس ہزار روپیہ ماہوار۔ ایک زنجیر طلائی وزنی تین من۔ پچاس بانیے جواہر نگار۔ راتب میں سیر بھر مشک ختن۔ دو سیر عنبر سارا۔ پانچ سیر گوشت حقائے مغربی کا۔ تین من کسن دہیل مچھلی کے دودھ کا۔"

ریاستیں: "جل جلالہ۔ آمنا وصدقنا۔"

حکومت: "اور ہاں سنو تو سہی۔ یہ اکیلا رہیگا تو گھبرائیگا۔ دس پنچ صاحب (نر اور مادہ) بھی رکھو۔"

ریاستیں: "بسر و چشم۔"

حکومت: "واہ۔ کچھ یہ بھی خیال ہے کہ یہ حضرت بیٹھینگے کہاں۔ تمہارے سر پر؟ ایک کوٹھی تخت کا کے لیے خالی کرو۔"

ریاستیں: "ہائے مرے اور بے موت مرے۔"

حکومت: "ہائے واے سے کام نہیں چلیگا فرح بخش کوٹھی میں خس کی ٹٹیاں لگاؤ۔ مزاج بہت گرم ہے۔ ایسا نہو دماغ بہت جائے اور جھپٹ لگا بیٹھے تو ہمیں الزام نہ دینا۔ سمجھے؟"

ریاستیں: "جی ہاں خوب سمجھے۔ مگر یہ تو بتائیے آخر یہ مہربانیاں کس قصیدے کا انعام ہیں؟"

حکومت: "اُف۔ تم بھی بہت جھوٹے ہو۔ ابھی تمہاری شان میں نظم و نثر قصیدے تمہیں ہمیشہ پڑھے جب کوئی وقت پڑتا تم جان مال سے مدد کی۔ تمہاری مدح کے راگ گائے۔ پارلیمنٹ کی کارروائیاں اٹھا کے دیکھو۔ اپنے نام کے قبل دعید حرفوں کی فوج دیکھو۔ دفتر میں شکریہ کے تاروں کی تھائی دیکھو۔ جانے کل پرزے جب کبھی تمہاری مرغن دعوتوں سے پیٹ چکنانے آتے ہیں تو بڑی لمبی چوڑی اسپیچوں توصیفوں کے ساتھ جام صحت اڑاتے ہیں۔ شکار کھیلنے آتے ہیں تو خوشنودی کا سرٹیفکٹ لکھتے ہیں۔"

کبیر داس کی الٹی بانی
برسے کمبل بھیگے پانی

اگر منگنی سے پہلے شادی۔ پیٹ رہنے سے پیشتر بچہ ہونا ممکن ہے تو ہمارے پرانے نیک معاش شریف نجیب دوست سر مائیکل اوڈوائر کی یہ رائے بھی پاؤ رتی پاؤ تولے صحیح ہے کہ اصلاحی اسکیم (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ) اپنے وجود سے قبل ہی کا واک بیہودہ اور اول جلول تھی۔ کیا معنی کہ ۱۹۱۹ء میں یہ بچہ پیدا نہیں ہوئی تھی آثار وضع حمل ہویدا تھے۔ کمیشنوں کی دائیوں پر دائیاں بلائی جا رہی تھیں۔ کوئی کہتی تھی لڑکی پائل ہے۔ کسی کی رائے تھی پائل تو نہیں مگر ترچھی ضرور ہے۔ کسی کا قول تھا کہ زور سے ہستی نہیں۔ دفعتہً ڈاکٹر رولٹ کی ہمت نے زچہ کی چارپائی الٹ دی۔ اچھوانی گھٹی کے برتن اچھالے۔ مہندی دھماچے کا طباق توڑا۔ دائی کی چوٹی نوچی۔ تیل کی پیالی اوندھائی کالے دانے کی ہنڈیا پھینکی۔ اور امرتسر کا ہو ہر تصور میں وہ اودھم مچا کہ اللہ دے بندہ لے! اور پنجاب کا حاکم کون تھا؟ ہمیں نہیں معلوم۔ خدا جانے جنرل ڈائر تھا یا اوڈوائر کیونکہ جلیانوالہ باغ کی خونریزی کا الزام ڈائر اوڈوائر کے سر تھوپتا ہے اور اوڈوائر ڈائر کے سر۔ ہمارے نزدیک دونوں ڈائر ہیں یہ کرشمہ بھی اصلاحی اسکیم کا تھا جسے قبل از پیدائش برقع بچالی۔ خیر یہ دھماچوکڑی ختم ہوئی۔ ڈیوک آف کناٹ آئے اور "معاف کرو اور بھول جاؤ" کا سبق رٹتے ہوئے آئے۔ اور بقول اوڈوائر فساد کی جڑ یعنی اصلاحی اسکیم کو سینچتے ہوئے آئے۔ بات گئی گذری ہوئی۔ ہندوستان نے ڈیوک آف کناٹ کے حکم پر انگریزوں کے مقابلہ میں تو عمل کیا۔ معاف بھی کر دیا اور بھول بھی گئے۔ لیکن انکے ساتھ ہی اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں معافی و فراموشی کیلئے جیون گئے۔

بھئی کیا اچھا چیتا حافظہ ہے۔ واقعی اصلاحی قانون حسب شفا خواہیں کی گاؤ خم ہی رہا۔ سر مائیکل کی ایک تحریر مارننگ پوسٹ میں چھپی ہے۔ آپ کی تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام فساد جو آجکل ہندوؤں اور مسلمانوں میں برپا ہے اصلاحی قانون کی جڑ سے نکلا ہے۔ اس قانون میں "بزن اور بکش" کے اختیارات جو جان اصلاح میں موجود نہیں ہیں اس قانون نے گورے چمڑے والوں کی اونچی اونچی کرسیاں خالی کیں اور کلموہوں کے حوالے کر دیں۔ میں ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۹ء تک پنجاب کا لفٹنٹ گورنر تھا۔ ادھر کوئی فتنہ ادھر اٹھنے جٹ سے منہ یا مروڑ دی۔ میں نے ۱۹۱۹ء میں کہا تھا کہ برطانوی حکومت اپنے چند اختیارات سے دستبردار ہو جائے تو پھر دیکھنا ہندو مسلمان برہمن غیر برہمن میں کیا سر پھٹول ہوتی ہے۔ تو وجہ کیا؟ حکومت کا رعب ہی اس جھاڑو کا بندھن تھا۔ ایک بڑے امیر کبیر ہندو نے مجھے لاہور سے خط لکھا کہ یہ ساری مصیبت کمبخت مانٹیگو کی ڈالی ہوئی ہے نہ یہ اصلاحی قانون ہوتا نہ ہندو مسلمان لڑتے۔

اہل تدبر و سیاست اوڈوائر صاحب کی اس رائے کو کبیر داس کی الٹی بانی سمجھتے ہیں مگر اہل ظرافت کا خیال ہے کہ سر مائیکل کے خمیر میں ہے فساد۔ فساد کی خبریں سن کے ان کی باچھیں کھلی جاتی ہیں اب وہ یہاں نہیں ورنہ ہندوستان بھر کو جلیانوالا باغ بنا دیتے۔ ایک تھا جواری بادشاہ نے اس کے ہاتھ کسی جرم میں کٹوا دیئے بیچارہ پانسا پھینکنے کے لطف سے محروم ہو گیا مگر قمار خانہ کی آمد و رفت بھلا کیا چھوٹتی۔ دوسرے جواریوں کے پاس بیٹھا رہتا اور جب دانوں کا پانسا حسب مرضی گرتا تو چیخ اٹھتا:

"اے ترے پنجے کے قربان اے ترے چھکے کے قربان"

آج سر مائیکل بھی ہندو، مسلمانوں کے ہر سخت گیر حاکم کے طرز عمل پر "اے تیرے چھکے پر نثار اے ترے پنجے کے صدقے۔"

فرماتے اور ساتھ ہی اصلاحی اسکیم کو بُرا بھی کہتے جاتے ہین جسکی بدولت (بقول اوڈوائر) ہندوستانی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر آمادہ ہوگئے اور ڈوائر صاحب کی خشکی چشم کا سامان فراہم کرتے ہین۔
کل برستا ہے۔ پانی بھیگتا ہے۔ لوکی ڈوبتی ہے۔ سل ترتی ہے۔ اولتی کا پانی بلینڈی (چھت) پر چڑھتا ہے۔ اور مار تنگ پوسٹ کا بے وقوف اڈیٹر اور بھی صاد کرتا ہے۔ خدا کرے انڈیا آفس سر مائیکل اوڈوائر کا کہا مانے۔ اور مزید قسط اصلاحات نہ عطا فرمائے۔ جگو رہے۔

حکایت

ایک عرب نے دوسرے عرب کو دیکھا کہ بار بار دریا مین غوطے لگاتا ہے۔ اوسکے ہاتھ مین ایک ناڑا ہے اور ہر غوطے پر ایک گرہ بھی لگاتا جاتا ہے۔ جب سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا "جنابات الشتاء تقضیہا فی الصیف" جاڑون کے جتنے غسل واجب میرے ذمے تھے اونھین گرمیون مین ادا کر رہا ہون۔ شطرنج کے دفتر مین چار پانچ برس جاڑے کا موسم رہا اب گرمیون کا زور ہے۔ باغ بابا ہزارہ کے متعلق خاموشی و تملق کا جاڑا اب گیا ہے۔ غوطے پر غوطہ ہے اور ہر غوطے پر گرہ۔ ہمنے اپنے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اس مسئلہ کو زیادہ طول نہ دینا۔ اگر وہ خاموش رہتے تو وہ ایک مضمون کے بعد سلسلہ ختم ہو جاتا۔ مگر اب وہ "اوده پنچ" کو بھی اپنے گروہ کا ایک رکن خیال فرماتے ہین لہذا غوطہ خوری اور غواصی کا یہ تماشا کچھ دنون اور دیکھیے۔ تم مرد دانا ہو تو قصہ نے جو نصیحت یا تنبیہ کی ہے کہ [illegible] غور طلب ہو [illegible] چاہیے کہ غائبا قبول ہوگی

المختصرات

[illegible]

آجکل اخبار والون نے ہندوستانی خود مختار ریاستون پر تاخت شروع کر دی ہے۔ جو واقعات ان کے مضامین سے ظاہر ہوتے ہین انکے جھوٹے سچے ہونے کا ہمین علم نہین منجملہ انکے "سچا ڈھنڈورا" گورمکھی زبان کا ایک پرچہ ہے سنتے ہین کہ اسنے مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف بعض مضامین لکھے تھے اور سیر مہاراجہ نے سرکاری کچہری مین فریاد کی گمان کیا جاتا ہے کہ زبان پنج (اس فریاد کا خلاصہ یہی ہوگا۔ ہائے ہائے روز روز کا غل اخبار والے آبرو بگاڑے ڈالتے ہین۔ ہماری سرکار بھلا موٹے موٹے مستغیثون کی فریاد کب ٹالتی ہے فوراً متوجہ ہو گئی نتیجہ جو کچھ ہو مگر ہم اپنے بھائیون سے کہتے ہین کہ یارو تمھاری ہستی مہاراجہ ناجا سے زیادہ وقیع نہین ہے۔

وجیتر جیون اور رنگیلا رسول کے معاملے ختم ہوے اب تیسرا معرکہ "دوزخ کی سیر" کا چھڑ گیا ہے۔ سنتے ہین کہ یہ مضمون لکھا کسی ہندو نے اور چھاپا ایک مسلمان پبلشر نے۔ پولیس والون کا بیان بعض اخبارون کا مذمون مین نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہین کہ حاشا ہمین معلوم نہین "دوزخ کی سیر" مین انگارے تھے یا پھول۔ اور تو سب دل لگی ہے مگر ان مسلمانون کی بے خبری پر ہمین ایک حکایت یاد آگئی۔ دو آدمی بیٹھے الیم غولے رہے تھے ایک اونگھتا تھا ایک ہوشیار تھا۔ ہوشیار نے کہا دیکھو تمھارے سر پر کوا بیٹھا ہے۔ دوسرے آدمی نے اپنے سر کے عوض کہنے والے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اسنے کہا آپنے میرے سر پر [illegible]

[illegible]

پگڑی بھی وہین ہو گی لگے ہاتھون اوسے بھی ڈھونڈھو۔ بروایت معزز زمیندار لاہور کوئی ہادی علی بیگ بتلاش معاش و بآرزوے سفارش ہمارے یکتا زمیندار شجاعت وزور آوری پنڈت مدن موہن مالوی کے دولت خانے پر گئے تھے۔ آدمی تھے زبردست اردو (حضرت) اظہار مقصد پر بھی مشتبہ رہے بلکہ سرکاری طور پر انکے چال چلن کی جانچ بھی ہوئی۔ مگر چھوڑ دیے گئے۔ اسکے بعد دو آدمیون کو حضرت مالوی کی خدمت مین حاضر ہونا اور مذہبی گفتگو پر اصرار کرنا مشہور ہوا۔ امید ہے کہ جب اس جالی کی ٹوپی کا پتا مل جائیگا تو پگڑی بھی مل جائیگی جسکا ٹوپی سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک تھا بنیا اسکی جورو تھی اور کسی سپاہی سے اسکی دوستی تھی سپاہی کے کچھ مین تھا گھیکا نیا بنیے کی جورو سے دوستی تھا کہ تیر وقت اکیون [illegible] رکھتی ہے۔ جورو کہتی تھی کہ ہم خود کیون نہین دو رکھتا تھا کہ ان سپاہی صاحب تشریف لائے بنیا بھی گھر مین تھا مگر سپاہی صاحب [illegible] مین بحث کا آغاز ال تولنے تاپنے پر ہوا [illegible] ہے اور مجھے [illegible] گھیکا [illegible] بنیا [illegible] [illegible] سب [illegible] گئے۔ آخر وہ [illegible] کہتے تھی تھا کہ جب [illegible] تو زبان کو کیسا لگی ہے [illegible] جواب [illegible] مشہور [illegible] [illegible] دوسرے کے [illegible] نقصان کر دیا۔ [illegible]

بیڑی

[illegible]

اشتہار [illegible]

جلد دوازدہم — رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ — نمبر ۲۲

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بےنظیر کتاب جس نے پنچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار مین تھے انکی دھرپد و ہوریاں اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین ... کتاب کے دونون حصے ... ایک ... مین کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم ... ہندوستان کے استادون کی ... موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول ... جلد محصول ڈاک ...

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت نظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامہ عراق
[illegible]

[illegible]